جس گھڑی حضرت نے لیکن قصد قربانی کیا
زیر زانو اک ملک نے لا کے دنبہ رکھ دیا
عید قرباں میں جو قربانی کا یہ دستور ہے
پیروی اس رہنمائے خلق کی منظور ہے
عید اضحیٰ آپ کو لائی ہے عشرت کا پیام
آپ کو اس عید کی شادی مبارک والسلام
دور میں ساغر رہے گردش میں پیمانہ رہے
مے کشوں کے سر پہ یا رب پیر میخانہ رہے

عید غدیر

شاعر فطرت مرزا تصدق حسین صدقؔ جائسی

فصاحت وجد میں ہے خطبہ خواں عالم کا رہبر ہے
زباں حضرت کی ہے یا موجۂ تسنیم وکوثر ہے
بھرا ہے نوریوں سے دشت، تقریر پیمبر ہے
غدیر خُم کا میداں جلوہ زار نور داور ہے
بچھی ریگ رواں کی دور تک اُجلی سی چادر ہے
کجاووں سے بنا اک سمت اک سادہ سا منبر ہے
اسی منبر سے وہ مہر رسالت نور گستر ہے
بہار ہفت جنت، رونق گیتی پہ ششدر ہے
زمیں پر باادب، سادہ مزاج اصحاب بیٹھے ہیں
سروں پر ضوفشاں بے چوبہ گردوں کا منظر ہے
زہے حسن تکلم، واہ رے معجز بیاں بندے
تری ہر بات پر صلِّ علیٰ ہفت آسماں پر ہے
خدا کی حمد میں دریا فصاحت کے بہا ڈالے
ترا اک ایک خطبہ آج بھی دنیا کو ازبر ہے
خلاصہ آج کے خطبے کا تجویز نیابت ہے
علیؑ کے حق میں فرماتے ہیں یہ تم سب سے بہتر ہے
یہی ہے بعد میرے جانشیں میرا زمانے میں
یہی میں حکم دیتا ہوں یہی فرمان داور ہے
علیؑ مولا ہے اس کا جو مجھے آقا سمجھتا ہے
نہ کوئی اس سے افضل ہے نہ کوئی اس سے بہتر ہے
نبیؐ و مرتضیٰؑ اک نور واحد کے ہیں دو ٹکڑے
ہے اک ان میں پیمبر دوسرا نفس پیمبر ہے
نبی اللہ کے پیارے تھے باپ اک پیاری بیٹی کے
علی، اللہ کے پیارے کے اس پیاری کا شوہر ہے
سنورتے ہیں امور سلطنت، دست وزارت سے
نبی کوثر کے مالک ہیں، علی ساقیٔ کوثر ہے
براہِ کربلا، اِذنِ حضوری دیجئے اب تو
غلام اک صِدقؔ بھی حضرت کا اے مولائے قنبر ہے